بسم اللہ الرحمن الرحیم

یادگار

سربراہ تحریک دینداری بانی تنظیم المکاتب خطیب اعظم

مولانا سید **غلام عسکری** اعلی اللہ مقامہ

تنظیم المکاتب

زیرنگرانی

علامہ سید ذیشان حیدر جوادی دام ظلہ

"... تدبیر کی کامیابی کے لئے خدا و معصومین علیہم السلام کی غیبی تائید بھی درکار ہے لہٰذا خرابیوں کو دور کرنے کے لئے بھی اور خوبیوں کو پیدا کرنے کے لئے بھی شریعت کی پابندی ضروری ہے۔ پابندئ شریعت کے لئے شریعت سے واقفیت ضروری ہے۔ احکام شریعت سے علمی عقیدت ضروری ہے۔ جب ہر فرد حدود شریعت میں اپنے فرائض ادا کرے گا تو قوم میں ہر رخ پر نئی زندگی نظر آئے گی۔ مگر یہ مقصد میز کے گرد بیٹھ کر گفتگو کرنے سے حاصل نہ ہو گا۔ بلکہ اس کے لئے ہر شخص کو میدان عمل میں اترنا ہو گا۔ گھر، مسجد، اسکول، دفتر، بازار، کھیت کارخانہ غرضکہ جہاں بھی زندگی بلتی ہے یا چلتی پھرتی ہے۔ ایسی ہر جگہ ہم کو دینی رہبری اور روحانی قیادت میں دنیاوی جدوجہد کرنا ہو گی ..."

بانئ تنظیم رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یادگار

سربراہ تحریک دینداری بانی تنظیم المکاتب خطیب اعظم

مولانا سید **غلام عسکری** اعلی اللہ مقامہ

تنظیم المکاتب

۲۰ / جولائی ۱۹۹۹ء

زیر نگرانی

علامہ سید ذیشان حیدر جوادی دام ظلہ

مجلس ادارت

کاظم رضا　پیام اعظمی　صفی حیدر

معاونین

میثم زیدی　منظر صادق

تنظیم المکاتب - گولہ گنج - لکھنئو - ہندوستان

فون: ۲۱۵۱۱۵ ٹیکس ۲۲۸۹۲۳

فہرست مضامین

۲۰ر جولائی ۱۹۹۹ء

صفحہ	مضمون نگار	مضامین	نمبر شمار
۳	ادارہ	جولائی و اگست	۱۔
۶	سید ذلیشان حیدر جوادی	اصول غیر معصومینؑ	۲۔
۹	پیام اعظمی	کیا یہی معجزہ ہے؟	۳۔
۱۵	محمد علی صفوی	لُکا اور اس کے احکام	۴۔
۲۱	جاوید رضوی امیر کراروی	قصیدہ امام حسن عسکریؑ	۵۔
۲۲	کرامت حسین جعفری	دوستی	۶۔
۲۵	ادارہ	سوالات و جوابات	۷۔
۲۹	ادارہ	نتیجہ امتحان	۸۔

اداریہ

جولائی، اگست

یہ مہینے اسکولوں میں بچوں کے داخلے کے مہینے ہیں۔ جسے دیکھئے بچوں کے داخلے کے لئے ہمہ تن مصروف ہے جیسے دنیا و آخرت کے سارے مرحلے انھیں مہینوں میں طے ہو جائیں گے۔ طرح طرح اسکولوں کے معینہ ڈریس خریدے جارہے ہیں۔ نصاب کی کتابوں کی خرید و فروخت میں گرم بازاری کا سماں ہے۔ اسکولوں کے چکر لگ رہے ہیں۔ داخلے کے لئے خوشامدیں ہو رہی ہیں۔ سفارشیں ڈھونڈی جارہی ہیں۔ والدین اپنی اوقات سے زیادہ پیسہ خرچ کرنے پر کمر بستہ ہیں۔ کچھ اپنی جمع پونجی خرچ کر رہے ہیں تو کچھ قرض سے کام چلا رہے ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو دوسروں کے دست عطا کا سہارا ڈھونڈھ رہے ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ ہماری قوم کا سارا مستقبل انھیں اسکولوں سے وابستہ ہے۔ ان اسکولوں سے بچے کیا بن کے نکلیں گے؟ یہ ابھی پردۂ راز میں ہے۔ انگلش اسٹائل اور بچوں کے ڈریس ہی سے لوگ اس قدر متاثر ہو جاتے ہیں کہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ ان اسکولوں میں انسانیت، خدا پرستی، اخلاق و ایثار، اتحاد و محبت، شرم و حیا کی تعلیم دی جائے گی یا کلچرل پروگرام کے نام پر گانے بجانے اور رقص و رنگ کے ذریعہ بے حیائی اور بے دینی سکھائی جائے گی۔ اور بے دین اساتذہ کے ذریعہ بچے کھڑے ہو کے پیشاب کرنے کی تربیت حاصل کریں گے۔

نرسری اسکول کھولنا آج کل آسان ترین تجارت بن چکا ہے جسے کچھ کرنا نہیں آتا وہ اسکول کھول کے اس کا منیجر بن جاتا ہے نیم تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کو مختصر سی تنخواہ پر ملازم رکھ کے تعلیمی کاروبار شروع کر دیتا ہے اور خود گویا اسکول کو زیادہ سے زیادہ

ماڈرن ظاہر کرنے کے لئے مذہبی اور اخلاقی قدروں کو اسکول سے شہر بدر کر دیتے ہیں والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کے مستقبل کو یوں آنکھ بند کرکے داؤں پر نہ لگا دیں۔ یقیناً دنیاوی تعلیم ایک ضرورت ہے مگر تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت بھی ضروری ہے — دنیا کے پیچھے اس طرح دوڑنا کہ دین راستے میں چھوٹ جائے بالکل صحیح نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ نہ دنیا ہاتھ آئے نہ دین۔ بچہ آگے چل کے اعلیٰ تعلیم کے ساتھ انسانیت سے بھی محروم ہو جائے؟

ماڈرن اسکولوں میں ضرور اپنے بچوں کو داخل کیجئے۔ ہماری دعا ہے کہ آپ کے بچے تعلیم کے میدان میں کامیابی حاصل کریں۔ مگر للہ ماڈرن بنانے کے شوق میں انھیں آنکھ بند کرکے بے دینی کے حوالے نہ کیجئے۔ اس دنیا کی مختصر زندگی کے ساتھ بچے کو آخرت کی دائمی زندگی کا بھی سامنا کرنا ہے۔

جس اسکول میں بچے کو داخل کیجئے اس کے منتظمین کو مجبور کیجئے کہ وہ اسکول میں آپ کے بچے کے دینی اور اخلاقی کردار کو تباہ نہ کریں۔ ورنہ کم از کم اپنے بچے کو اس طرح بھیجئے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ بچے اسلامی معاشرے کے فرزند ہیں۔ داخلے کے وقت اسکول کی منتظمہ سے یہ گارنٹی لیجئے کہ وہ آپ کے بچوں کو اسلامی شریعت کے خلاف کسی عمل پر نہ مجبور کریں گے نہ دعوت دیں گے۔

یہ سوچ کے ہمت ہار دینا کہ اگر ہم حلال حرام کے چکر میں پڑیں گے تو ہمارے بچے جدید تعلیم سے محروم ہو جائیں گے بالکل صحیح نہیں ہے۔ جس دن آپ شریعت کی پابندی کا عزم کرلیں گے یہ اسکول بھی آپ کی بات ماننے پر مجبور ہو جائیں گے۔

امریکہ تو غیروں کا ملک ہے وہاں مسلمان بالکل نئے نئے آباد ہوتے ہیں اور وہاں مسلم آبادی کی عمر پچاس سال بھی نہیں ہے۔ مگر وہاں کے مومنین نے اپنے بچوں اور بچیوں کے لئے اسلامی قوانین کی پابندی کا حق حاصل کرلیا ہے اگر سرپرست چاہیں تو اسکولوں کی طرف

سے مسلم لڑکیوں کو حجاب کی پابندی کی اجازت مل جاتی ہے اور مسلم طلاب وطالبات کو اسکول سے ملنے والے کھانے میں غیر ذبیحہ یا حرام جانور کا گوشت نہیں دیا جاتا۔ رقص وموسیقی جو وہاں کی تہذیب ہے اور نصاب تعلیم میں شامل ہے۔ مسلمان بچے اس کی پابندی سے آزاد ہو سکتے ہیں وہاں والدین کسی وقت اپنے مذہب کے اصول کی بنیاد پر اپنے بچوں کے لئے خصوصی برتاؤ کا حق حاصل کر سکتے ہیں۔

ہندوستان بھی ایک جمہوری ملک ہے اور صدیوں سے یہاں کی آبادی ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرنا جانتی ہے۔ مذہبی قدریں یہاں نامانوس نہیں ہیں۔ اکثر مذہبی قدریں جیسے پردہ قدر مشترک کی حیثیت رکھتا ہے ۔۔۔ اگر آپ چاہیں گے تو اس اپنے ملک میں زیر تعلیم اپنے بچوں کے لئے مذہبی پابندی کا حق کیوں نہ حاصل ہوگا۔ اسکول کا تعلق گورنمنٹ سے ہو یا پبلک سے آپ انفرادی یا اجتماعی طور پر اپنی بات منوا سکتے ہیں۔ اسکول کے منتظمین سے گفتگو کر سکتے ہیں درخواست دے سکتے ہیں۔ کوشش کیجئے انشاء اللہ آپ کامیاب ہوں گے اور آپ کا بیٹا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ اچھا انسان اور سچا مسلمان بھی بن سکے گا ۔۔۔ البتہ اگر جدید تہذیب نے آپ کے اعصاب کو بے حس اور مذہبی غیرت کو بے جان کر دیا ہے تو پھر۔ اِنّا لِلّٰہ وانّا الیہ راجعون...

شرح نہج البلاغہ

نئے اسلوب، عصری انداز بیان، اور موجودہ عہد کی ذہنی سطح کے پیش نظر ترجمہ کے ساتھ ساتھ دقیق موضوعات کی تشریح کی بھی ضرورت تھی۔ علامہ ذیشان حیدر جوادی مدظلہ نے یہ اہم علمی مرحلہ سر کر کے اردو زبان کی ایک بڑی ضرورت پوری کر دی۔

یہ کتاب لائبریریوں کی زینت، طلاب دینی کی ضرورت، اور علماء و ذاکرین کے لئے علمی تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ چھپ چکی ہے طلب فرمائیں

قیمت -/۱۸۰ (ادارہ)

سید ذیشان حیدر جوادی

اصول غیر معصومینؑ

ائمہ معصومینؑ کے حضور کے دور میں آپ کے اصحاب اور تلامذہ کا دستور تھا کہ جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو اپنے ہمراہ ایک کاغذ، کاپی یا ڈائری ضرور لے کر آتے تھے اور حضرت سے جو سوال خود کرتے تھے یا کوئی دوسرا شخص سوال کرتا تھا اور حضرت جواب دیتے تھے تو فوراً اسے درج کر لیا کرتے تھے تاکہ مسئلہ سہو و نسیان کا شکار بھی نہ ہونے پائے اور زبانی نقل کرنے میں ترمیم و تحریف کا خطرہ نہ پیدا ہو جائے۔

کاش علماء اعلام اور ذمہ داران مذہب کی بارگاہ میں حاضری کا آج بھی یہ دستور ہوتا اور مومنین کرام یا طلاب علوم اس طرح استفادہ کرتے اور ہر شخص کے پاس تحریری معلومات کا ایک ذخیرہ ہوتا جس کی طرف کسی وقت بھی رجوع کر سکتا تھا لیکن افسوس کہ اگر آج کوئی شخص اس سیرت طیبہ کو زندہ کرنا چاہے تو اس کا مذاق اڑایا جائیگا اور اس کے حافظہ کو بدنام کیا جائے گا اور کوئی شخص اس جذبہ کا قدرداں نہ ہوگا۔

بہرحال ائمہ معصومینؑ کے دور میں یہ فاسد ذہنیت نہیں تھی اور لوگ واقعاً استفادہ کی غرض سے حاضر ہوتے تھے اور جملہ معلومات کو محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس انداز سے ان اصول کی تعداد ہزار ہا ہزار کے قریب رہی ہوگی کہ مختلف معصومینؑ کے مختلف شاگردوں نے آپ کے ارشادات کو جمع کیا ہوگا اور اس کا ذخیرہ فراہم ہو گیا ہوگا۔

لیکن اس کے بعد یہ مجموعہ تین طرح کے حادثات کا شکار ہو گیا۔

۱۔ جو افراد ائمہ معصومینؑ کی بارگاہ میں حاضر رہتے تھے۔ وہ حالات زمانہ کے تحت منتشر ہو گئے، اور جو اصول یا کتابیں ایک شہر میں جمع تھیں وہ مختلف شہروں میں پھیل گئیں

اور ان کا یکجا کرنا ناممکن ہو گیا۔

۲ ۔ حالات زمانہ نے جہاں افراد کو منتشر کیا وہاں کتابوں کو بھی ضائع و برباد کر دیا۔ کچھ کتابیں عدم تحفظ کی بنا پر محفوظ نہ رہ سکیں اور کچھ کتابیں تقیہ کی بنا پر مخفی کر دیں اور پھر ان کا سراغ نہ مل سکا۔

۳ ۔ ایک عرصہ کے بعد جب احادیث کے مجموعہ تیار ہو گئے تو ان اصول کی ضرورت نہ رہ گئی اور اس طرح ان کا خاطر خواہ تحفظ نہ کیا جا سکا اور وہ سب ضائع ہو گئے، اور چند ایک کے علاوہ کچھ باقی نہ رہ سکا۔ جس کی مختصر داستان علماء اعلام کی زبان میں کچھ اس طرح ہے۔

سید رضی الدین بن طاؤس نے اپنی کتاب مہج الدعوات میں امام موسیٰ کاظمؑ کی دعاؤں کے ذیل میں دی ہے جوشن کی تمہید میں ابو الوضاح محمد بن عبد اللہ بن زید نہشلی کا بیان نقل کیا ہے کہ میرے والد کا بیان ہے کہ امام کاظمؑ کے اصحاب میں ایک جماعت تھی جو اپنے ساتھ تختیاں لے کر حاضر ہوتی تھی اور امامؑ جب بھی کوئی کلمہ ارشاد فرماتے تھے فوراً محفوظ کر لیا کرتی تھی۔

شیخ بہائی نے مشرق الشمسین میں تقریباً یہی بات درج کی ہے اور سید داماد نے رواشح السماویہ میں یہی بات ارشاد فرمائی ہے مگر افسوس کہ کوئی ایک شخص بھی نہ اصول کی تعداد بتا سکا اور نہ ان کے مؤلفین کے حالات پر روشنی ڈال سکا اور سارا قضیہ صیغۂ راز میں رہ گیا۔ صرف محقق حلیؒ۔ طبرسیؒ۔ شہید اوّل۔ شیخ حسین بن عبد الصمد العاملی، سید داماد اور شہید ثانیؒ نے یہ اشارہ دیا ہے کہ ان اصول کی تعداد چار سو سے ہرگز کم نہیں تھی۔

محقق حلیؒ کی نظر میں یہ سارے اصول امام جعفر صادقؑ کے بیانات اور سوالات کے جوابات پر مشتمل تھے اور شیخ طبرسیؒ کے مطابق میں ان میں امام صادقؑ اور کاظمؑ دونوں کے ارشادات تھے۔

محقق داماد کا ارشاد ہے کہ امام صادقؑ کے تلامذہ تو چار ہزار تھے اور سب ہی نے آپ کے ارشادات کو جمع کیا ہے۔ لیکن ان میں قابل اعتبار صرف چار سو کتابیں تھیں اور انھیں پر مسائل شرعیہ میں اعتماد کیا گیا ہے۔

شیخ مفیدؒ نے اصول کے دائرہ کو وسیع تر بنا کر امام علیؑ کے دور سے امام عسکریؑ کے دور تک پھیلا دیا اور ان کا بیان ہے کہ ان سب کی تالیف کا زمانہ امام اوّل سے امام عسکریؑ کے دور تک پھیلا ہوا ہے۔

یہ روایات ہے کہ چار سو کی تعداد صرف اصول کی ہے ورنہ فضل بن شاذان اور ابن ابی عمیر نے خود متعدد کتابیں لکھی ہیں جن کا شمار اصول میں نہیں کیا جاتا ہے۔

شیخ بزرگ تہرانی کا بیان ہے کہ اکثر اصول کی تالیف امام صادقؑ کے دور میں ہوئی ہے کہ اس زمانہ میں اس کام کا واقعی امکان تھا جب ظالموں کی طاقت قدرے کمزور ہو گئی تھی اور امام علیہ السلام کو کام کرنے کا موقع مل گیا تھا اور یہ دور ۹۵ھ میں حجاج بن یوسف ثقفی کے قتل سے شروع ہوتا ہے اور ۱۷۰ھ میں، ہارون رشید کی حکومت پر تمام ہو جاتا ہے جس کے بعد مصائب و شدائد کا دور دوبارہ شروع ہو جاتا ہے۔

بہر حال ان تمام اصول کا ایک بڑا حصہ اس وقت بھی تلف ہو گیا جب طغرل بیگ نے بغداد پر حملہ کر کے ۴۴۸ھ میں کرخ کے مکتبہ سابور کو نذر آتش کر دیا اور علم کا ایک عظیم خزانہ ضائع ہو گیا۔

صرف چند رسالے جناب ابن ادریس کے دور میں باقی رہ گئے تھے جنھیں انھوں نے سرائر کے مستطرفات میں درج کر دیا تھا اور اس کے بعد صرف سولہ عدد اصول آیۃ اللہ السید محمد حجت کوہ کمریؒ کے ہاتھ لگ گئے اور انھوں نے انھیں طبع کرایا ورنہ اصول نام کی کتاب کا کوئی نمونہ باقی نہ رہ جاتا۔

بہر حال سردست ان اصول کی کوئی ضرورت نہیں رہ گئی ہے لیکن بہر حال ان کی ایک تاریخی اہمیت ضرور ہے۔ کاش ان کی اصلی شکل باقی رہ جاتی اور ان کے حقائق و معارف اور اسرار و رموز سے خاطر خواہ استفادہ کیا جا سکتا

وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدیٰ

•••

پیام اعظمی

کیا یہی معجزہ ہے؟

معجزہ، معجزہ ـــــ جب سنو کہیں نہ کہیں معجزے کا شور اٹھتا ہے ـ اور قوم عقل و منطق سے رشتہ توڑ کے دیوانہ وار ٹوٹ پڑتی ہے ـ جسے دیکھو بال بچوں کے ساتھ چلا جارہا ہے ـ عورت، مرد، بچے، بوڑھے، سب معجزہ دیکھنے جمع ہو جاتے ہیں ـــ نہ اس کی فکر کہ جہاں معجزہ ہوا ہے وہاں قیام کی جگہ ہے یا نہیں؟ عورتوں کے پردے کا کوئی بندوبست ہے کہ نہیں؟ پیشاب ـ پاخانے کی جگہ کا کوئی انتظام ہے کہ نہیں؟ نہ اس کی فکر کہ دین و شریعت کی نظر میں معجزہ کسے کہتے ہیں؟ نہ اس کا ہوش کہ معجزے کی خبروں کا مدرک کیا ہے ـ نہ اس کا احساس کہ اس طرح کے نام نہاد معجزوں کا مقصد اور ہدف کیا ہے؟ ـــــ بس اک بھیڑ ہے جو بھاگی چلی جارہی ہے ـــــ

پھر بے مفہوم بھیڑ، بچوں کی چیخ پکار، عورتوں کا شور غل، کھانے پینے کا سامان بیچنے والوں کی بلیک مارکٹنگ، موم بتیوں کی چراند، اگربتیوں کا دھواں ایک ایسا منظر پیش کرتا ہے کہ کہنا پڑتا ہے سے

خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیئے
ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے؟

اور جب لوگ معجزہ دیکھ کے تھک جاتے ہیں تو معجزہ بھی ختم ہو جاتا ہے نتیجے میں کچھ لوگ مقروض ہو جاتے ہیں ـ مریضوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے ـ لڑکوں کی تعلیمی سرگرمی

گھٹ جاتی ہے - جہالت و بے روزگاری میں اضافہ ہو جاتا ہے - قوم کی اقتصادی
سطح کچھ اور نیچے چلی آتی ہے ــــ نہ کوئی سنّی شیعہ بنتا ہے نہ کوئی غیر مسلم مسلمان ــــ
البتہ اغیار کھانے پینے کا سامان بیچ کے اپنی جیبیں ضرور بھاری کر لیتے ہیں -
ایسے مناظر بچپن سے ابتک نہ جانے کتنی بار یہ نگاہیں دیکھ چکی ہیں - ایک خطے
میں سکون ہوتا ہے تو کسی دوسرے خطے میں معجزہ کی وبا پھوٹ پڑتی ہے! کبھی کبھی
معجزوں میں مقابلہ بھی شروع ہو جاتا ہے - ایک صاحب کی مسجد میں گھوڑے
کی ٹاپ کا معجزہ ہوا تو دوسرے صاحب کے کوٹھے پر رکھی میز پر ٹاپ کا نقش دکھائی
دیا ــــ ایک بستی کے کھیتوں میں پانی کے سوتے پھوٹنے کا معجزہ ہوا تو چند ہی دن کے
بعد قریب کی دوسری بستی کے کھیتوں میں سوتے پھوٹے اور معجزہ ہو گیا -

سوال یہ ہے کہ کیا یہی سب معجزہ ہے؟ ــــ ہمارے مذہب میں معجزہ نظامِ طبیعت
و فطرت کے خلاف ظاہر ہونے والے اس غیر معمولی واقعے کو کہتے ہیں جو نمائندگانِ الٰہی کے
ذریعے حکمِ خدا سے دعوائے نبوت و امامت کے ثبوت میں پیش کیا جائے تاکہ کفار پر اتمامِ
حجت ہو اور منکرین کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہ رہ جائے -

جیسے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینکا اور وہ اژدہا بن گیا -

علم کے پنجے میں پرچھائیاں نظر آنا یا مبہم تصویریں دکھائی دینا ــــ وہ بھی "تصوّر
شرط ہے" کی قید کے ساتھ کسی نے دیکھا کسی نے نہیں دیکھا ــــ سب کے بیان الگ الگ
کوئی کہتا ہے مجھے کچھ نہیں نظر آیا، کسی نے کہا جس کا عقیدہ کمزور ہے اسے نہیں دکھائی
دیگا - کوئی کہتا ہے دائیں طرف سے دیکھئے تب دکھائی دیگا کسی نے آواز بلند کی بائیں جانب
سے دیکھئے - کسی نے کہا ذرا جھک کے دیکھئے ایک گھوڑے سوار نظر آرہا ہے دوسرے
نے کہا کسی چیز کا دھبہ ہے کوئی کہتا ہے زنگ ہے - کسی نے کہا وہ دیکھئے خون کی سُرخی

کسی نے کہا نہیں صاحب! موتیا کا عطر لگایا گیا ہے اسی کی سُرخی ہے ـــــ
الغرض ایسی بھانت بھانت کی آوازوں کو کوئی سمجھدار انسان معجزہ نہیں کہہ سکتا۔
مجھے یقین ہے کہ اس مبہم اور مشکوک بلکہ غیر معقول صورت حال کا تعلق ان ذوات مقدسہ سے ہرگز نہیں ہو سکتا جو اگر چاہیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں اور دریا اپنا رُخ بدل دیں۔ جن کے لئے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا تھا، جن کے ہاتھوں پر سنگریزوں نے باآواز بلند کلمہ پڑھا تھا، جنھیں حجر اسود نے سلام کیا تھا ـــــ اور کوئی ایسا نہیں تھا جو کہتا مجھے سنائی نہیں دیا ـــــ وہ جب معجزہ دکھائیں گے تو اس کا مقصد بھی ہوگا ہدف بھی ہوگا اور اتنا واضح ہوگا کہ بڑے سے بڑا منکر بھی انکار کی جرأت نہ کر سکے گا۔
کتنی احمقانہ بات ہے کہ جہاں کہیں گھوڑے کی ٹاپ کا نشان دکھائی دیا لوگ اسے معجزہ کہنے لگیں ـــــ اس دنیا میں گھوڑے بھی ہیں خچر بھی ہیں اور وہ چلتے پھرتے بھی ہیں لہٰذا ٹاپ کا نشان دکھائی دینا معجزہ کیوں ہے۔ معجزہ اسے کہتے ہیں جس کے کرنے سے انسان عاجز ہو ـــــ مگر ٹاپ کا نشان بنانا کونسا بڑا کام ہے۔ ایک گھوڑے کی لگام تھام کے اسے دوڑائیے چلائیے سیکڑوں ٹاپ کے نشان بن جائیں گے ـــــ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ یہاں معاذاللہ حضرت عباسؑ تشریف لائے تھے یہ ان کے گھوڑے کی ٹاپ کا نشان ہے۔ تو بھی یہ معجزہ نہیں بلکہ ایک خبر ہے اور خبر کو معجزہ نہیں کہتے ـــــ اب رہ گیا یہ کہ کسی خبر کے اعتبار کے لئے شریعت نے جو شرائط قائم کئے ہیں ان کا ہونا ضروری ہے۔
سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ واقعہ درایت کے خلاف نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ واقعہ کے دو چشم دید گواہ ہونا چاہیئے اور شہادت کے لئے بالغ اور عاقل ہونے کے ساتھ شیعیت اور عدالت کی بھی شرط ہے۔
کم از کم مجھے اب تک دو عادل شیعہ ایسے نہیں ملے جو ایسے واقعات کی چشم دید گواہی دیں

اڑتی پڑتی خبروں کی بنیاد پر میں یہ کہنے کی ہمت نہیں کرپاتا کہ یہاں گھوڑے پر حضرت علیؑ یا حضرت عباسؑ آئے تھے۔ کیوں کہ علم و یقین کے بغیر کوئی بات معصومؑ کی طرف منسوب کرنا گناہِ عظیم ہے اس سے روزہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔

کیا عالم ارواح میں گھوڑے بھی ہیں؟ کیا حضرت علیؑ سفر کرنے کے لئے گھوڑوں کے محتاج ہیں؟ ـــــ آسکنا اور ہے اور آنا اور ہے۔ حضرت علیؑ آسکتے ہیں، یہ ایک اصولی بات ہے عقل اسے تسلیم کرتی ہے مگر حضرت علیؑ یہاں آئے تھے۔ یہ ایک واقعاتی بات ہے اس کے لئے شرعی گواہی چاہیئے۔ ایسا مدرک چاہیئے جسکی تائید قرآن و حدیث سے ہوتی ہو۔

خبر آئی کہ معجزہ ہو گیا یعنی لیٹا ہوا تعزیہ کھڑا ہو گیا ـــــ کبھی کبھی قوم کی سادہ لوحی پر رونا آتا ہے۔ بھلا بتائیے اس میں معجزہ کا پہلو کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ جسطرح تعزیہ لٹایا جاسکتا ہے اسی طرح سیدھا کھڑا بھی کیا جاسکتا ہے۔ ہوا اور پانی کے دباؤ سے بھی تعزیہ کھڑا ہو سکتا ہے ـــــ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ معصومینؑ کی غیبی طاقت نے اسے کھڑا کر دیا تھا ـــــ تو پھر اس تعزیے کو لٹا کے دوبارہ دفن کرنے کی ہمت کیسے پڑی؟ کیا یہ معصومؑ کے عمل کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ امامؑ کے توڑے ہوئے درِ خیبر کو کوئی جوڑ نہیں سکتا تھا اور ان کے گاڑے ہوئے علم کو کوئی اکھاڑ نہیں سکتا تھا ان کے بٹھائے ہوئے تعزیے کو پھر لٹا کیسے دیا گیا؟ اور اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ امامؑ نے وقتی طور پر تعزیے کو کھڑا کر کے اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا تھا ـــــ یہ ان کے لئے کونسا کمال ہے؟ جنھوں نے دو انگلیوں سے درِ خیبر اٹھا لیا تھا۔ تعزیہ کو سیدھا تو کوئی بچہ بھی کر سکتا ہے۔ ایسا مظاہرہ امامؑ سے منسوب کرنا توہین ہے تعریف نہیں۔

شور اٹھا معجزہ ہو گیا کھیت سے پانی کا سوتا نکل آیا ہے ـــــ جب بھی کہیں بلندی

پر پانی کا ذخیرہ ہوگا یا نہر بہہ رہی ہوگی تو نشیب کے علاقہ میں سوتا پھوٹ سکتا ہے۔ برسات کے زمانے میں ایسے مناظر آئے دن دیکھنے میں آتے ہیں اس میں معجزہ کی کونسی بات ہے؟ ــــــ جس کے جد کے لئے زمزم ابل پڑا اور ابتک ابل رہا ہے اس کی معجزہ نمائی بس اتنی ہی ہے؟ کہ کہیں سوتا سا سنے لگے۔ اتنا کمزور کہ کوئی انگلی رکھدے تو بند ہو جائے۔ جس سے ایک گلاس پانی بھی نہ حاصل کیا جا سکے ــــــ نہ جانے اس قوم کی عقل کون چر گیا ہے جس کا وجود خود ایک ناقابلِ انکار معجزہ ہے کہ ہزاروں حکومتیں مل کے بھی اسے نہ مٹا سکیں۔

جہاں کہیں معجزے کا شور اٹھتا ہے لوگ دوا علاج بند کر کے اپنے اپنے مریضوں کو لے کے دوڑ پڑتے ہیں۔ طرح طرح افسانہ طرازیاں ہونے لگتی ہے ــــــ ارے صاحب ایک اندھے کی آنکھیں ابھر آئیں، ایک مفلوج چند منٹ میں دوڑنے لگا۔ ایک دیوانہ صاحبِ عقل بن گیا۔ ایک آدمی کو ۱۰۴ ڈگری بخار تھا۔ جسے "معجزہ کی مٹی" ملی گئی بخار نارمل ہو گیا۔ ایک آدمی پیٹ کے درد سے رو رہا تھا، معجزہ کی مٹی گھول کے پلادی گئی بس وہ ہنسنے لگا ــــــ اس قوم کو کون سمجھائے کہ بھائی شیعیت کی تعمیر عقل و منطق کی بنیادوں پر قرآن و حدیث کے ذریعہ ہوئی ہے افسانہ طرازیوں سے نہیں ــــــ اگر یہ خبریں صحیح ہوتیں تو اتنے معجزوں کے بعد اس قوم میں نہ کوئی اندھا دکھائی دیتا نہ کوئی لنگڑا لولا دکھائی دیتا۔ نہ دیوانے نظر آتے نہ مریض۔ کم از کم دوسری قوموں کے مقابلے میں اس قوم میں مریضوں کی تعداد ہی کم ہو جاتی ــــــ اگر یہی طریقۂ علاج صحیح ہے تو کربلا و نجف میں جہاں نسبت نہیں بلکہ حقیقتاً معصومینؑ، شہداء و صدیقین محوِ خواب ہیں ــــــ نہ اسپتالوں کی ضرورت ہوتی نہ حکیم ڈاکٹر کی۔

پانی سر سے اونچا ہوتا جا رہا ہے۔ اغیار ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں رہنمایانِ ملت

جو قوم کی رہنمائی کے ذمہ دار ہیں خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں بلکہ اپنے قول وعمل سے اس احمقانہ گورکھ دھندے کی تائید بھی کر دیتے ہیں۔ صاحبانِ علم اس ڈر سے خاموش ہیں کہ کہیں کوئی "وہابیت" کا الزام نہ لگا دے۔ کہیں لوگ گالیاں نہ دینے لگیں۔ کہیں لوگ مجلسیں پڑھوانا نہ بند کر دیں ـــــ یہ بھول جاتے ہیں کہ راہِ الٰہی میں لگنے والے الزامات، اور ملنے والی گالیاں قیامت میں رحمت الٰہی کے پھول کھلائیں گی ـــ عزت بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور رزق بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ قوم کو کون آواز دے کہ ہر شیعہ بذاتِ خود اہلبیتؑ کی معجز نمائی کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ گھوڑے کی ٹاپوں کے پیچھے دوڑنا اس کے شایانِ شان نہیں۔ ...

مکاتب خلافت وامامت کے امتیازی نشانات

تصنیف :- علامہ مرتضیٰ عسکری | ترجمہ :- علامہ جوادی

مسلمانوں کے دو اہم اور بنیادی مکاتب فکر یعنی نظریہ خلافت اور عقیدۂ امامت کا منطقی موازنہ اور ان مکاتب کے لازمی عقائد و فقہیات کا قرآن وحدیث کی روشنی میں منصفانہ جائزہ۔ فیصلہ کن نتائج کی حامل یہ تاریخ ساز کتاب معیاری طباعت کے ساتھ شائع ہوئی ہے طلب فرمائیں۔

قیمت :- ۶۰/- روپے

(ادارہ)

بزمِ مقالہ

مقابلہ مقالہ نگاری کا انعامی سلسلہ

منتخب مقالہ پر مبلغ دو سو روپے نقد انعام کے دیئے جائیں گے

موضوع : اسوہ حسنہ کا صحیح مفہوم

وصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۰ راکتوبر ۱۹۹۹ء

محمد علی صفوی

بکاء اور اس کے اقسام و احکام

خالق کائنات۔ اللہ نے انسانوں کی پیدائش کے پہلے ہی دن سے یعنی پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت ہی سے انسانوں کو پیدائشی طور سے کچھ قوتیں اور مدرکات عطا کی ہیں۔ ان میں کچھ ظاہری قوتیں ہیں۔ اور کچھ باطنی۔ انھیں کو فطری عادات اور جبلی صفات کہا جاتا ہے اور وہ صفات کسی قوم، ملک، مذہب اور زمانہ سے مخصوص نہیں ہیں انسان اپنے خالق و مالک کو اور اس کے احکام کو مانتا ہے تو مسلمان کہلاتا ہے۔ اور اگر اپنے خالق حقیقی اور اللہ کو نہیں مانتا ہے تو کافر کہلاتا ہے۔ سب میں یہ فطری باتیں پائی جاتی ہیں ــــ لیہ اور بات ہے کہ انسان جہالت یا غلط تربیت کی وجہ سے انھیں ختم کردے اور کچل دے۔

وہ صفات ہیں مثلاً سونا۔ جاگنا، کھانا، پینا، چلنا پھرنا، بات کرنا، سوچنا لکھنا پڑھنا۔ فن و ہنر سیکھنا۔ ہنسنا اور رونا غصہ کرنا خوش ہونا خوف زدہ ہونا وغیرہ۔ ظالم سے نفرت کرنا، مظلوم سے ہمدردی کرنا انسان کی فطرت میں ہے کسی اچھی چیز یا خبر کو دیکھ سن کر خوش ہونا جس طرح انسان کی فطرت ہے۔ اسی طرح کسی رنج تکلیف اور غم کا منظر یا خبر دیکھ سن کر رونا بھی انسان کی فطرت ہے۔ قرآن و حدیث اور اسلامی تاریخ و سیرت میں انبیاء، مرسلین معصومین علیہم السلام اور دیگر انسانوں کے حالات بھرے پڑے ہیں۔ اور اچھی خوش کن چیزوں اور خبروں سے لوگوں کو ہنسنے، مسکراتے اور قہقہہ لگاتے روزانہ دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ بلکہ اب تو باغوں۔ پارکوں اور تفریحی مقامات پر جا بجا کتبے لگے ہوئے ملتے ہیں کہ ـــ مسکرائیے کہ آپ لکھنؤ میں ہیں ــــ یہی نہیں بلکہ انسان تنہا بھی کچھ سوچ کے ہنسنے

لگتا ہے۔

اسی طرح غمناک حادثات اور تکلیف دہ باتوں کو دیکھ سن کر لوگوں کا گریہ فغاں اور نالہ و شیون سننا ہم سب کا روزمرہ کا تجربہ اور مشاہدہ ہے ــــ مثلاً دہلی کے ایک رسالہ کے ایڈیٹر توفیق فاروقی کے مرنے کے بعد ان کے رسالہ میں لکھا گیا۔ دماغ قابو میں نہیں ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔

یہی نہیں بلکہ انسان کبھی کبھی تنہا بھی کچھ غم کی باتیں سوچ کر اور پڑھ کر رونے لگتا ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ یہ سب رونا دھونا بدعت ہے خلاف اسلام ہے۔ ناجائز اور حرام ہے۔ قابل لعنت و نفرت اور جہنم میں جانے کا سبب ہے؟ صحیح بات یہ ہے کہ یہ برا نہیں ہے۔

فطرت اور ماحول کے لحاظ سے رونے کے مختلف اور متعدد وجوہات اور محرکات ہوتے ہیں ــــ مثلاً انبیاء و مرسلینؑ معصومینؑ اور اللہ والوں کا خوف خدا سے رونا۔ یا لقاء پروردگار کی بنا پر رونا، خوف جہنم سے رونا۔ یا ظلم اور رنج و غم کے حالات دیکھ سن کے یا ظلم سہ کے رونا۔ یا اپنی محبوب چیز کے جدا ہونے اور کھو جانے پر رونا۔ وغیرہ۔ جناب آدمؑ کا گریہ فراق جنت و حوا میں۔ جناب شعیبؑ کا گریہ لقاء پروردگار کے شوق میں کر تین بار آپ روتے روتے نابینا ہو گئے۔ جناب یعقوبؑ فراق جناب یوسفؑ میں روتے روتے نابینا ہو گئے۔ یہ سب گریہ برا نہیں بلکہ قابل ثواب ہے۔

حدیث قدسی (کلام خدا۔ قرآن مجید کے علاوہ) میں ہے۔ خدا نے طور پر جو جناب موسیٰؑ سے وحی کی اس میں فرمایا۔ اے موسیٰ اپنی قوم کو یہ پیغام پہونچا دو کہ میرے خوف سے رو کر جن لوگوں نے میرا جتنا قرب حاصل کیا ویسا قرب کسی نے بھی کسی طرح مجھ سے نہیں حاصل کیا۔۔۔۔۔ جناب موسیٰ نے عرض کی اے تمام لوگوں میں سب سے بہتر بخشنے والے تو ان لوگوں کو کیا اجر اور بدلہ دے گا۔ خدا نے جواب دیا اے موسیٰؑ بکاء کے ذریعہ جن لوگوں نے مجھ سے قرب حاصل کیا ہے وہ لوگ جنت کی ایک بہت بلند منزل، رفیع اعلیٰ میں ہوں گے۔ اس

میں ان کا کوئی شریک نہ ہوگا۔

البتہ صرف دنیاوی اور مادی پست چیزوں مثلاً جان، مال، جائداد وغیرہ کے خوف سے رونا۔ یا نبیؐ کا یارِ غار بن کر بارے کے خوف سے رونا، اور لا تحزن کا تازیانہ کھانا یہ سب برائے بزدلی ہے۔

بکا کی اصلاً دو قسمیں ہیں ایک بکا یعنی رونا اور دوسرے تباکی۔ یعنی رونے جیسی صورت حال بنانا۔ تباکی۔ اصل میں تباکی "تفاعل" کے وزن پر ہے۔ بگڑ بن کے تباکی ہوگیا ہے۔

گریہ و بکا کب ہوتا ہے۔ ماہرین نفسیات کے بیانات کو آپ پڑھیں گے تو معلوم ہوگا انھوں نے بتایا ہے کہ جن باتوں اور منظر کو انسان دیکھتا ہے یا سنتا ہے اگر وہ غمناک اور ظالمانہ ہوتے ہیں تو اس سے اس کا نفس متاثر ہوتا ہے۔ اس حالت کے اثر کو قبول کرتا ہے اور پھر آنکھ سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ آنکھ سے آنسو نہیں گرتے انسان نہیں روتا۔ حضرت غالبؔ فرماتے ہیں۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں!

یہ ایک حقیقت ہے اور اسے اپنے بیگانے سب جانتے ہیں کہ جناب آدمؑ سے لے کر اب تک نہ حضرت امام حسین علیہ السلام جیسا دنیا میں کوئی مظلوم ہوا اور نہ آپ اور آپ کے ساتھیوں جیسی ساری کائنات کو متاثر اور بے قرار کر دینے والی مظلومانہ شہادت کسی انسان کی ہوئی —— اور صرف مظلومانہ اور بے رحمانہ شہادت ہی نہیں۔ بلکہ اس شہادت عظمیٰ اور حفاظت اسلام کی خاطر دی جانے والی عظیم الشان و عدیم المثال قربانی دنیا میں دنیا والوں کے لئے جیسے اور جتنے ہدایت کے سبق اور تعلیمات ہیں دلیسے اور اتنے کسی انسان کے موت اور شہادت میں اسباق ہدایت نہیں ہیں۔ اس لحاظ سے یادگار امام حسینؑ اور ذکر واقعہ کا حق ہے کہ اسے باقی رکھا جائے۔ اسے فروغ دیا جائے۔ اس کا ہر دور میں ہر جگہ چرچا اور تذکرہ کیا جائے۔

رسول اکرمؐ نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا۔ اور اس کے ذکر کرنے اور اس پر رونے کی احادیث بہ تاکید بیان فرمائیں —— خود روئے اور اصحاب کو حدیثیں سنائیں۔

اور اہلبیت رسالتؑ نے اپنے شیعوں کو حادثہ کربلا اور شہادت حضرت امام حسینؑ کو یاد رکھنے کے لئے محافل و مجالس برپا کرنے کی تاکید و ترغیب فرمائی اور اس طرح اس مقدس جہاد اور واقعہ کو باقی رکھا۔ اور خود بھی وہ حضرات اس دن اور اس واقعہ کی مصیبت اور تکلیف کو بیان فرماتے تھے اپنے رنج و غم کو ظاہر فرماتے اور روتے تھے۔ اور رونے کی تاکید فرماتے تھے اور اسے بقائے دین کا قوی عامل قرار دیتے تھے۔

ائمہ معصومینؑ کی بعض روایتوں میں یہاں تک آیا ہے کہ اگر مکھی کے پر کے برابر بھی امام حسینؑ کے ذکر مصائب کے وقت آنکھوں سے آنسو بہایا جائے تب بھی آتش جہنم کو خاموش کردے گا۔ اور یہ کہ رونے والے کے لئے، رلانے والے کے لئے جنت واجب ہے وغیرہ۔

ائمہ طاہرینؑ لوگوں کے حالات کو بخوبی جانتے تھے اور زمانہ کے تقاضہ کو بھی جانتے تھے کہ جو چیز بھی ان کی دعوت تبلیغ و رسالت دینی و مذہبی میں مددگار ہو اس سے فائدہ اٹھائیں اسی لئے وہ حضرات ہر وسیلہ سے اپنے مقدس آسمانی کتابوں کے لئے فائدہ اٹھاتے تھے۔

اور ملت اسلامیہ کے خدا اور رسول کے دشمنوں سے پھر جانے اور دور ہو جانے کے اسباب میں سے ایک سبب سید الشہدا حضرت امام حسینؑ پر گریہ بھی ہے جو ان حضرات کی طرف سے منعقد کیا گیا اور اس کی ترغیب دی گئی۔ تاکہ لوگ اس حادثہ کو سن کر ان مصائب اور بے رحمیوں کو جان لیں جو رسول خداؐ کے خانوادہ پر ڈالی گئیں۔ اسی بات کو خود مظلوم کربلا نے یوں بیان فرمایا ہے —— میں وہ کشتۂ گریہ ہوں کہ کوئی مومن جب بھی مجھے یاد کرے گا رودے گا۔

یہ گریہ و بکا کی ایک قسم ہے جو ممدوح ہے باعث ثواب ہے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔ سنت انبیاء و ائمہؑ ہے۔

اب بکا کی دوسری قسم بتائی۔ کو ملاحظہ کریں

علامہ دیار مصر شیخ محمد عبدہٗ شارح نہج البلاغہ نے بتایا ہے کہ تباکی کے معنی ہیں تکلف کے ساتھ رونا جس میں ریا شامل نہ ہو۔ (حاشیہ تفسیر المنار ۸ – ۳۰۱)

اور سید شریف جرجانی فرماتے ہیں کہ باب تفاعل زیادہ تر غیر موجود معانی کو بتاتا ہے۔ جیسے تغافل، جان بوجھ کر غافل بننا اور تجاہل، جان بوجھ کر مریض بننا۔

اور یہ سب کو معلوم ہے کہ تباکی۔ اس وقت ہوتا ہے کہ جب آنکھ سے آنسو جاری نہ ہوں۔ لیکن انسان مصائب اور غم کے مطالب سن کر متاثر ہوتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ نے سورۂ زمر کی ۷۱ ویں آیت کی تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے۔ اور کافر جہنم کی طرف کھینچ کر لے جائے جائیں گے۔ تو سن کر سب حاضرین رونے لگے۔ مگر ایک جوان تھا جس نے کہا کہ میری آنکھ سے آنسو جاری نہیں ہو رہے ہیں۔ مگر میں اپنے کو گریہ کرنے والوں میں داخل کرتا ہوں اور تباکی کرتا ہوں۔ تو حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جو شخص تباکی کرے وہ اہل بہشت سے ہے۔ (حاشیہ کنز العمال ج ۱ ص ۱۴۷، ۱۴۸)

جریر حضرت رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ میں تم پر۔ الھاکم التکاثر۔ پڑھتا ہوں جو روئے وہ بھی بہشت کا حقدار ہے اور جو شخص تباکی کرے وہ بھی بہشت کے لائق ہے (حوالہ مذکور)

جناب ابوذر غفاری حضرت رسولؐ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے اگر تم رو سکتے ہو تو روؤ۔ اور اگر رونے پر قادر نہیں ہو تو رنج و غم کے ساتھ خود کو گریہ میں رکھو۔ اس لئے کہ سخت دل رحمت خدا (خدا) سے سے دور نہیں (حاشیہ لؤلؤ مرجان مجموعہ ورام)

نیز اہل سنت حضرات کے دلی۔ بمبئی۔ کلکتہ وغیرہ کے مطبوعہ قرآن مجید میں آداب و فضائل تلاوت قرآن مجید کے سلسلہ میں یہ روایت لکھی جاتی ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت روؤ۔ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی صورت بناؤ۔ گناہ بخشے جائیں

گے۔ ثواب ملے گا درجہ بلند ہوگا ـــــ اس مضمون کی روایات شیعوں کے یہاں بھی ہیں

اسی لئے اہل بیت طاہرینؑ نے امام حسینؑ کی یاد کو ہمیشہ باقی رکھنے کے لئے اور اس

بزرگ مصیبت سے سبق دلانے کے لئے صرف رونے رلانے پر ہی اکتفا نہیں کی ـــــ

بلکہ لوگوں کو ترغیب دی کہ تم لوگ خود کو گریہ میں رکھو۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے

کہ جو شخص امام حسینؑ کی مصیبت سننے کے وقت خود کو رونے والا بنالے وہ بہشت

کا حق دار ہے۔ (امالی صدوق۔ حاشیہ مجلس ۲۹)

ثواب یہ کہ ...ادر... انسان۔ بکا اور تباکی کے ذریعہ خدا سے تقرب حاصل

کرتا ہے۔ اور سید الشہداء امام حسینؑ کے مصائب کی یاد کے سلسلہ میں بکا اور تباکی۔

رونے والوں کے لئے امام حسینؑ کے دشمنوں سے نفرت اور دشمنی کا سبب بنتا ہے اور

مذکورہ تفصیل کی بنا پر بکا۔ باکی، بکی اور تباکی۔ معنی کے لحاظ سے سب برابر اور

مشترک ہیں اور دونوں دل کی تپش اور نفس کے تاثر کو ظاہر کرتے ہیں۔ انھیں معنوں

میں رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ۔ اگر رو نہیں سکتے ہو تو رونے والوں کی صورت بنادو۔ ●●

دوسرا ایڈیشن

تاریخ احمدی :

اردو میں لکھی جانے والی مشہور اور مایۂ ناز کتاب

تاریخ احمدی علامہ عدیل اختر اعلی اللہ مقامہٗ کے تحقیق

کردہ حوالوں اور چھوٹے ہوئے واقعات کی فہرست کے ساتھ خوبصورت سرورق اور

دیدہ زیب طباعت کے ساتھ شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔ خواہش مند حضرات طلب

فرمائیں قیمت -/135 روپیہ ادارہ

ہندی داں حضرات کے لئے اور انگریزی داں حضرات کیلئے

ہندی دینیات انگریزی دینیات

نفیس طباعت کے ساتھ شائع ہو چکی ہے

جاوید رضوی امیر کراروی

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

اے امام عسکریؑ اے روحِ و جانِ مصطفیٰؐ
تیرے قائمؑ ہی کے دم سے ہے زمانے کی بقا

فاطمہؑ کی نسل سے ہم کو ملے ہیں دو حسنؑ
اک حسنؑ ہیں عسکری اور اک حسنؑ ہیں مجتبیٰ

اک حسنؑ کے باپ سے تھی رہبری کی ابتدا
اک حسنؑ کے لال پر ہے رہبری کی انتہا

اک حسنؑ ہے شکل و صورت میں محمد مصطفیٰؐ
دوسرا کردار و سیرت میں علیؑ مرتضیٰ

دونوں کو حاصل ہے حق سے یہ شرف کا سلسلہ
ان کے جد بھی مصطفیٰؐ اُنؑ کے جد بھی مصطفیٰؐ

دونوں کے کردار میں ہے ایک ربط معتبر
یہ بھی جانِ مرتضیٰ ہے وہ بھی جانِ مرتضیٰ

نسل میں زہراؑ کی دونوں سید معصوم ہیں
یہ بھی جانِ سیدہ ہے وہ بھی جانِ سیدہ

اس حسنؑ کے لال سے ظاہر ہوا زور پدر
اس حسنؑ کے لال سے قائم ہے دیں کا سلسلہ

اس حسنؑ کا لال تھا اک مرد میدانِ جہاد
اس حسنؑ کا لال ہے اک وارثِ دارِ کربلا

اس حسنؑ نے صلح کرکے دین کو بخشا دوام
اس حسنؑ نے کشتیٔ اسلام کو ساحل دیا

زندگی اس واسطے دونوں کی روشن ہے امیرؔ
یہ بھی نورِ کبریا ہیں وہ بھی نورِ کبریا

سید کرامت حسین جعفری

دوستی

دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا بد قسمت انسان ہوگا جس کا کوئی دوست نہ ہو

برے سے برا انسان بد اخلاقی کی انتہائی منزلوں پر پہونچا ہوا انسان بھی دوست سے محروم نہیں ہوتا۔ ہر معاشرے میں کوئی نہ کوئی ایسا ضرور ملے گا جس کی کسی سے نہیں بنتی گھر میں لڑائی محلہ والوں سے خاندان اور معاشرے میں لڑائی لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی انسان ایسا ہوتا ہے جس سے اس کی دوستی ہوتی ہے جس پر وہ اعتبار کرتا ہے اور وہ اس پر۔

انسانی زندگی میں دوستی ایک اہم ترین پہلو ہے دوست کی وجہ سے انسان بد ترین عادات و اطوار کو بدل کر اپنے کو پاک و پاکیزہ انسان بنا سکتا ہے اور دوست ہی کی وجہ سے اچھے سے اچھا طیب و طاہر کردار انسان برائیوں اور رذائل میں ڈوب جاتا ہے۔

دنیا میں موجود تمام مذاہب و معاشرے دوست کے اختیار کرنے کے لئے شرائط بیان کرتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ اسلام کے علاوہ ان مذاہب کی بنیاد ہی باطل پر ہے تو ان کے احکامات میں کس قدر سچائی ہوگی

اسلام نے دوستی کے سلسلے میں بہت سنجیدہ فکر پیش کی ہے جس کی رعایت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کے ذریعہ انسان اپنی زندگی کامیاب زندگی گذار سکتا ہے۔

رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

لاخیر لک فی صحبة من لایری لک مثل الذی یری لنفسہ۔

بحار الانوار ج ۷۔ اس شخص سے دوستی کوئی فائدہ نہیں رکھتی جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہو وہ تمہارے لئے پسند نہ کرتا ہو۔

انسان کا دوست وہی ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہو وہی دوسرے کے لئے بھی پسند کرے اگر خود اسے برائی نقصان واذیت ناپسند ہے تو دوسرے کے لئے بھی ناپسند کرے اگر خود اچھائی نفع وفائدہ راحت وآرام پسند کرتا ہے تو دوسرے کے لئے بھی پسند کرے۔

دوسری روایت میں رسول اسلامؐ کا ارشاد ہے۔ اسعد الناس من خالط کرام الناس۔ خوش بخت ترین انسان وہ ہے جو صاحبان کرم وعظمت کے ساتھ بیٹھے اٹھے۔

مثل مشہور ہے ایک مچھلی پورے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے یہی مثال معاشرے کی ہے پاک وپاکیزہ معاشرے کی تباہی چند برے افراد کی وجہ سے ہو سکتی ہے اور اگر پورا معاشرہ برائیوں میں مبتلا ہو تو ــــ لہذا انسان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کی محافل ومجالس میں بیٹھنے والے افراد کیسے ہیں تو ان مجالس ومحافل سے پرہیز کرے۔ مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ کون دوست بدترین دوست ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ (المزین لك معصیة اللہ) جو تمہارے لئے معصیت خدا کو مزین کرکے تمہارے سامنے پیش کرے۔

برائیاں اور نافرمانیاں خدا کی یہ زینت صرف لفظی ہی نہیں ہوتی بلکہ دوست اگر نافرمان خدا اور برائیاں انجام دینے والا ہے تو دوسرا خود بخود اس کے کردار سے متاثر ہوتا چلا جائے گا اور اس طرح اسے احساس تک نہ ہوگا اور دوست کی عادات واطوار میں رنگتا چلا جائے گا۔

امام زین العابدین علیہ السلام دوست کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

ایاك ومصاحبة الکذاب فانه بمنزلة السراب یقرب لك البعید ویبعد لك القریب وایاك ومصاحبة الفاسق فانه بایعك باکلة او اقل من ذالك وایاك ومصاحبة البخیل فانه یخذلك فی ماله احوج ماتکون الیه وایاك ومصاحبة الاحمق فانه یرید ان ینفعك

فیصرك دایاك ومصاحبة القاطع لرحمة فانی وجدته ملعوناً فی کتاب اللہ عزوجل فی ثلاثة مواضع — بچو ایسے دوست سے جو جھوٹا ہو کہ یہ سراب کی مانند ہے جو تمہارے لئے دور کو نزدیک اور قریب کو دور کردے گا۔ پرہیز کرو ایسے دوست سے جو فاسق ہو کہ جو تمہیں ایک لقمہ غذا یا اس سے کم قیمت پر بیچ ڈالے گا۔ اسی طرح پرہیز کرو ایسے دوست سے جو بخیل ہو کیوں جب تمہیں اس سے کسی چیز کی ضرورت ہوگی تو وہ تمہیں محروم رکھے گا۔ اور بچو اس دوست سے جو نادان ہے کیونکہ وہ تمہیں فائدہ بھی پہونچانا چاہے گا تو نقصان ہوگا کیونکہ میں نے قرآن میں تین مقام پر خدا کی طرف سے اسے ملعون و نفرین شدہ پایا ہے۔

امام علیہ السلام کی اس حدیث میں دوست کی تمام صفات و شرائط موجود ہیں اگر انسان اس فرمان امامؑ پر عمل کرے تو اپنے لئے بہترین دوست پیدا کر سکتا ہے امام حسن عسکری علیہ السلام ایک روایت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ (خیر اخوانك من نسب ذنبك الیك) تمہارا بہترین دوست وہ ہے جو تمہارے عیوب تم سے بتلائے۔

ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ دوست اختیار کرنے سے پہلے تعلیمات معصومین علیہم السلام کو پیش نظر رکھے۔ •••

سوالات وجوابات ... بقیہ صـ ۲۸ کا

جگنو علی عمران۔ نوگاواں سادات

س: ایک آدمی نے روپیہ لگایا اور دوسرے نے صرف اپنی قوت سے شرکت کی روپیہ بالکل نہ لگایا کیا اس صورت میں یہ منافع میں نصف نصف تقسیم کے معاہدہ کرنے میں ساجھے دار بن سکتے ہیں کیا اس طرح شرکت جائز ہے؟

ج: ایسے معاملہ کو مضاربہ کہا جاتا ہے جس میں فائدہ دونوں فریق کو حصہ ملے گا چاہے کم ہو یا زیادہ کسی ایک فریق کو سارا فائدہ دیکر دوسرے کو محروم کردینا جائز نہیں ہے۔ •••

سوالات و جوابات

خواجہ محمد قاسم اکبر آباد کشمیر

س : بیوقوف زوجہ کے والدین کی وفات کے بعد کیا شوہر اپنی زوجہ کی میراث مانگ سکتا ہے۔ اور کیا اس میراث سے وہ بوقت نسبت سماجی رسم کے تحت مجبوراً لڑکے والے کو دی ہوئی رقم واپس لے سکتا ہے۔ کیا اس دی ہوئی رقم کو وہ مہر میں شمار کر سکتا ہے؟

ج : شوہر زوجہ کی نیابت میں میراث کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن جو رقم ہبہ کر چکا ہو اسے نہ واپس لے سکتا ہے اور نہ مہر میں حساب کر سکتا ہے۔

س : ماں بے عقل ہے کیا بچے ماموں سے اپنی ماں کا نانیہالی حق جو بھی شرعاً بنتا ہے وصول کر سکتے ہیں یا نہیں!

ج : ماں کی نیابت میں اس کے حق کا مطالبہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ خود معاف نہ کرے۔

س : ایک امام جماعت نماز جمعہ میں نہ کسی دوسرے امام کی اقتدا کرتا ہے نہ خود نماز جمعہ پڑھاتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ میں فلاں صاحب کی ہی اقتدا کروں گا۔ کسی دوسرے کی نہیں اگر یہ خود نماز پڑھائے تو اقتدا کی جا سکتی ہے یا نہیں۔؟

ج : اگر کوئی شخص کسی ایک ہی آدمی کو عادل سمجھتا ہے تو وہ کسی دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا ہے اور جو شخص اسے عادل سمجھتا ہے وہ اس کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔

عزادار حسین اعظم گڑھ

س : دستر خوان امام حسن کتابوں میں ۲۲ جمادی الثانیہ ہے جبکہ کچھ لوگ ۲۱ اور کچھ لوگ ۲۲

کو کرتے ہیں بعد نماز مغرب یہ کیا درست ہے۔

ج: جس دن بھی امام حسنؑ کے نام پر غرباء و مستحقین کو کھلا دے باعث اجر و ثواب ہے ویسے تاریخی اعتبار سے ۲۲ رجمادی الثانیہ کا امام حسنؑ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مرد مومن:

س: زید نے دس روپیہ خمس نکالا اور پانچ روپیہ حق سادات کے ایک سید کو دے دیے اب یہ مال اس سید کی ملکیت ہے کیا اور سید خمس کے پانچ روپیہ اپنی مرضی سے دوبارہ اس کو لوٹا سکتا ہے۔

ج: اگر وہ سید غریب تھا تو واپس کس طرح کر رہا ہے اور اگر بے نیاز تھا تو دینا کس طرح جائز ہو گیا ہے۔ سہم سادات سیادت کا انعام نہیں ہے۔ غربت کا علاج ہے۔

کوثر عباس،

س: باپ کی میراث میں سے لڑکی کا حصہ سکنائی زمین میں ہے یا صحرائی زمین میں ہے۔

ج: باپ کی میراث میں بیٹی کا حصہ جملہ املاک میں ہے چاہے وہ منقول ہوں یا غیر منقول صحرائی ہوں یا آبادی کے اندر۔

س: زید کی سات اولاد میں ایک لڑکی اور چھ لڑکے ہیں زید کی بیوی کا انتقال ہو چکا ہے اور نہ ماں باپ میں سے کوئی ہے، زید نے ستر درہم چھوڑے ہیں تو اولاد پر تقسیم کس طرح ہوگی؟

ج: جملہ مال کو تیرہ حصوں پر تقسیم کر کے دو دو حصے لڑکوں کو دیدیے جائیں گے اور ایک حصہ لڑکی کو۔

سید محمد رضوی پٹنہ

س: رسول اسلامؐ نے اپنی زندگی میں کل کتنی دفعہ نماز جمعہ ادا فرمائی۔

ج: مدینہ میں داخلہ سے پہلے سلسلہ شروع ہوا ہے اور آخر تک ادا نہ کرنے کا کوئی جواز

نہیں ہے علاوہ اس کے کہ سفر میں ساقط ہو گئی ہو۔

معصوم رضا سنبھل

س: ایک شخص نے دو سگی بہنوں سے زنا کیا اور اب وہ شخص اس کی ایک بہن سے شادی کر سکتا ہے؟

ج: عورت کے توبہ کرنے کے بعد کسی ایک سے بھی عقد کر سکتا ہے اور مرد کو بھی اپنے گناہ کے لئے استغفار کرنا پڑے گا۔

س: ایک شخص نماز پڑھنے آیا جو بنیٹ پہنے ہوئے تھا اور نیچے نیکر نہیں تھا تو کیا اس کی نماز صحیح ہے۔؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے۔ نماز بالکل صحیح ہے۔

س: اگر کوئی مرد و عورت موزہ پہن کر نماز پڑھیں کیا اس کی نماز صحیح ہے؟

ج: یقیناً صحیح ہے بلکہ عورت کے لئے بہتر یہی ہے۔

س: ایک شخص نے ایک لڑکی سے زنا کیا اور اب چاہتا ہے کہ وہ اس سے شادی کرے

ج: عورت کے توبہ کرنے کے بعد اور احتیاطاً ایک حیض کی مدت گزرنے کے بعد عقد کر سکتا ہے۔

س: ایک شخص نے ایک لڑکے سے لواط کیا اور اب اس کی بہن سے شادی کرے تو کیا صحیح ہے؟

ج: اس عمل کے بعد بہن ماں اور بیٹی سے تا قیامت شادی نہیں کر سکتا ہے۔

ماسٹر رئیس الحسن سرسی مراد آباد

س: میرے محلہ میں شیعوں کی مسجد ہے نماز باجماعت ہوتی ہے میں بھی ادا کرتا تھا اب ان پیش نماز کو عادل نہیں مانتا کیا میں فرادی کی نیت سے مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہوں؟

ج : فرادیٰ نیت کرنے میں فرادیٰ جیسی مکمل نماز پڑھنا پڑے گی۔ ورنہ نماز باطل ہو جائے گی۔

س : جماعت کے ساتھ کچھ مومنین نماز ادا کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ تو فرادیٰ کی نیت سے پڑھتے ہیں؟

ج : ایسے لوگ جماعت کے سلسلہ کو بھی خراب کر دیتے ہیں اور صف میں ان کے بعد کھڑے ہونے والے کی نماز بھی باطل ہو سکتی ہے اگر اسے ان کے فرادیٰ ہونے کا علم ہے اور دوسری کسی طرف سے اتصال نہیں ہے۔

س : سید محمد رضوی پٹنہ

س : آیا ائمہ معصومین علیہم السلام میں سے کسی نے نماز جمعہ پڑھی یا پڑھائی ہیں اگر چہ نہیں تو کیوں؟

ج : عام طور سے یہ نماز سرکاری طور پر ہوتی رہی ہے اور ائمہ معصومینؑ کو عموماً یہ موقع نہیں فراہم ہوا ہے جس کا اندازہ امام رضاؑ کی نماز عید سے کیا جا سکتا ہے۔

س : حضرت علی علیہ السلام نے رسول اسلامؐ کے بعد نماز جمعہ پڑھی تھی اور اپنے دور خلافت میں پڑھائی تھی اگر نہیں تو کیوں جبکہ اس دور میں تمام شرائط موجود تھیں۔

ج : روایات میں کوئی تفصیلی ذکر نہیں ہے اور نہ ذکر کی ضرورت ہے۔ اگر شرائط موجود تھے تو یقیناً ادا کی ہے۔

نگار بیگم دریا آباد الہ آباد

س :۔ قرآن مجید اور تسبیح استخارہ منع آنے پر وہی کام کرنا کیسا ہے اگر گناہ ہے تو کفارہ کیا ہے؟!

ج :۔ استخارہ کی مخالفت نقصان دہ ہو سکتی ہے گناہ نہیں ہے۔

س : قرآن مجید ہاتھ سے گر جائے تو چوم کر رکھ دینا چاہیئے یا نمک اور آٹے وغیرہ سے تولنا چاہیئے شرعی حکم کیا ہے؟

ج : نمک اور آٹے سے قرآن مجید کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آئندہ خیال رکھنا چاہیئے۔ (بقیہ ص ۲۶ پر)

نتیجہ امتحان سالانہ ۱۹۹۸ء

اضلاع ۔ فتحپور ۔ رائے بریلی

نام درس گاہ	نام مدرس	درجہ	درج رجسٹر	شریک امتحان	کامیاب	اوسط شرکت	اوسط کامیابی
فروغ الاسلام فتحپور	سید حامد حسین	دوم تا چہارم	22	18	16	82%	89%
مرزا پور ″	فیاض حسین	اطفال تا پنجم	20	18	13	90%	72%
ہیرڈا سادات ″	امیر حسین	اطفال تا سوم	13	11	6	85%	55%
ولی العصر رائے بریلی	حسن امام نقوی	اطفال	17	13	10	76%	77%
″ ″	سید فضل حسن	اول دوم	13	13	8	100%	62%
مصطفیٰ آباد ″	حیدری بانو	اطفال دوم تا پنجم	14	14	4	100%	29%
سانڈہ سیدن ″	سید عباد حسین	اطفال دوم چہارم پنجم	11	11	10	100%	91%
جائس ″	مہدی عباس	اطفال اول	19	17	10	89%	59%
″ ″	مولانا شہوار حسین	دوم تا پنجم	20	18	13	90%	72%
بھوا ″	عذرا خاتون	اطفال تا دوم	16	16	14	100%	88%

بارہ بنکی ۔ سلطان پور

نام درس گاہ	نام مدرس	درجہ	درج رجسٹر	شریک امتحان	کامیاب	اوسط شرکت	اوسط کامیابی
مولانا سید غلام عسکری ہال بلڈنگ	سید اصغر رضا	اطفال چہارم	20	20	16	100%	80%
″ ″	مولانا محمد رضا	اول دوم پنجم	17	17	14	100%	82%
جرگاواں ″	مولانا تحسین حیدر	اطفال دوم پنجم	36	36	18	100%	50%
″ ″	سید خادم حیدر	اول سوم چہارم	24	24	18	100%	75%
اسندرہ ″	سید محمد مہدی	اطفال تا سوم پنجم	21	18	9	86%	50%

موتک پور	بارہ بنکی	نسرین بانو	اطفال تا سوم پنجم	20	20	13	100%	65%
قادر پور گڑھی	〃	سید محمد فاضل	اطفال تا دوم پنجم	10	8	4	80%	50%
کسروا	〃	سید شمیم حیدر	اطفال تا پنجم	17	15	13	88%	87%
عالم پور	〃	ابن حسن	اطفال تا چہارم	32	30	14	94%	47%
دیورہ	〃	امیر حیدر	〃	15	15	12	100%	80%
بڑہری	〃	سید محمد فاضل	〃	11	11	9	100%	81%
میران پور	〃	محمود الحسن	〃	21	20	13	95%	65%
رضویہ زید پور	〃	فاخرہ بانو	دوم تا چہارم	14	9	6	64%	67%
〃	〃	سید علی سالم	اطفال اول	21	17	14	81%	82%
آل محمد سنگورہ	〃	ناہید بانو	اطفال تا چہارم	16	15	9	94%	60%
سرائے اسماعیل	〃	سید محمد ابن عباس	اطفال اول پنجم	24	22	21	91%	95%
ناجن پور	〃	محمد علی	اطفال تا چہارم	26	22	20	85%	91%
لسہا	سلطان پور	مقصود الحسن	اطفال تا پنجم	19	19	13	100%	68%
سعد اللہ نگر	〃	کرار حسین	اطفال تا دوم	35	32	28	91%	88%
بھائیں	〃	سید ظفر حسین	اطفال اول	23	22	7	96%	32%
〃		انور حسین	دوم سوم چہارم پنجم	48	48	48	100%	100%
اہرہٹ طلبا	〃	ببر علی	اطفال اول پنجم	18	18	6	100%	33%
〃	〃	کرار حسین	دوم سوم	14	14	12	100%	86%
نسواں علی گڑھ	〃	منصورہ فاطمہ	اطفال اول دوم	27	26	16	96%	62%
〃	〃	کشور جہاں	سوم تا پنجم	17	17	14	100%	82%
نسواں اہرہٹ	〃	مقبول فاطمہ	اطفال تا دوم	37	37	16	100%	43%

نسواں امہٹ سلطان پور	زبیدہ خاتون	سوم تا پنجم	27	27	24	100%	89%
حسن پور "	رقیہ بانو	اول دوم چہارم	7	7	5	100%	71%
"	شبانہ بانو	اطفال	19	19	10	100%	53%
مینار پور "	وزارت علی	"	12	10	6	83%	60%
"	ظفر علی	اول تا پنجم	16	16	16	100%	100%
بھنولی "	امجاد حسن	اطفال	37	34	26	92%	76%
"	سید طاہر عباس	اول	18	17	14	94%	82%
"	محمد اصغر علی	دوم تا پنجم	25	25	24	100%	96%
شیخ پور "	شباب فاطمہ	اطفال تا سوم پنجم	19	17	10	89%	59%

اضلاع جون پور۔ گونڈہ، سدھارتھ نگر

امامیہ گرلس ہائی اسکول جونپور	سید حسن عسکری	اطفال اول	110	31	8	28%	26%
برٹا گاؤں "	ناز فاطمہ	اطفال اول	20	20	10	100%	50%
"	منذرہ آراء	اطفال دوم تا چہارم	26	26	23	100%	88%
خان پٹی رکن پور "	حسن مہدی	" تا پنجم	41	41	30	100%	73%
محمد پور رلوں	زین الحسن قاسمی	اطفال تا پنجم	25	24	19	96%	79%
حسین آباد	معصوم علی	اطفال تا چہارم	22	22	12	100%	55%
کھنوائی	محب حیدر	اطفال تا پنجم	37	32	16	86%	50%
سپاہ	سید اشتیاق حیدر	اطفال تا سوم	19	14	9	74%	64%
لبوال	سردار حسین	" " پنجم	19	19	8	100%	42%
نگھرا	وارث علی	اطفال تا دوم چہارم	46	33	18	72%	55%

دکھن پٹی	جون پور	زین الحسن قاسمی	اطفال تا چہارم	30	29	20	97%	69%
لنواں کھیاری		حسن باندی	اطفال تا پنجم	55	45	30	82%	67%
دکھن پٹی پرگنہ		سید ظفر حسن	اطفال تا پنجم	46	46	37	100%	80%
بنوریہ	گونڈہ	شمشاد بیگم	اطفال اول	13	13	4	100%	31%
"	"	عشرت جہاں	دوم تا چہارم	19	18	11	95%	61%
دھنولی	"	مومن حسن	اطفال تا چہارم	24	18	6	75%	33%
کسنوا	"	اخلاق حسین	اطفال تا پنجم	10	10	6	100%	60%
اکبرپور	"	ابوالحسن	"	36	32	18	89%	56%
رضوی نگر بوگرا	"	سید سجاد حسین	"	37	37	21	100%	57%
بلور	سدھارتھ نگر	سید غلام مہدی	اطفال الف	42	35	29	83%	83%
"	"	پروین فاطمہ	" ب	37	27	18	73%	67%
"	"	سید مہتاب حیدر	اول	41	37	32	90%	86%
"	"	صافیہ بیگم	دوم الف	22	17	13	77%	76%
"	"	کنیز زہرا	دوم ب	23	23	13	100%	57%
"	"	اسد علی	سوم	33	30	25	91%	83%
"	"	سید شمشاد حسین	چہارم پنجم	30	28	26	93%	93%
رام بھاری	"	اعجاز حسین رضوی	اطفال اول سوم	7	7	5	100%	71%
جمو تیا سادات	"	سید جرار حسین	اطفال	17	16	10	94%	56%
"	"	سید انوار الحسن	اول دوم سوم	32	32	19	100%	59%
تلگڈیہ بزرگ	"	دلشاد فاطمہ	اطفال سوم	18	18	14	100%	78%
"	"	شبنم فاطمہ	دوم چہارم	17	17	13	100%	76%
"	"	تنظیم فاطمہ	اول پنجم	15	15	12	100%	80%

ہماری کتابیں

امامیہ دینیات	اردو	ہندی	انگریزی	بنگالی	گجراتی
امامیہ دینیات۔ درجہ اطفال	1.50	0.80	4.00	2.00	2.00
امامیہ دینیات۔ درجہ اول	2.50	1.00	5.00	5.00	3.50
امامیہ دینیات۔ درجہ دوم	3.50	1.50	6.00	4.50	4.50
امامیہ دینیات۔ درجہ سوم	5.00	2.00	7.50	2.00	6.00
امامیہ دینیات۔ درجہ چہارم	6.50	2.75	10.50	2.75	5.00
امامیہ دینیات۔ درجہ پنجم	7.50	3.00	12.00	4.75	6.00

دینیات بالغان اول (زیر طبع)	4.50	امامیہ اُردو ریڈر سوم	4.00
دینیات بالغان دوم	9.00	امامیہ اُردو ریڈر چہارم	6.00
دینیات بالغان سوم	5.00	امامیہ اُردو ریڈر پنجم	9.00
نماز اُردو	6.00	حروف باترتیب	2.00
نماز ہندی	1.25	حروف بے ترتیب	2.00
قاعدہ تجوید اطفال	1.25	تعلیمی رہنمائے حروف تہجی رنگین	3.00
امامیہ قاعدہ تجوید بالغان	3.50	رہنمائے تعلیم برائے مدرسین	(زیر طبع)
عربی قاعدہ اطفال	1.50	رجسٹر متعلق مکاتب	111.00
عربی قاعدہ اول	2.25	رسید بک صرف برائے مکاتب	9.00
امامیہ اردو قاعدہ اطفال	3.00	قواعد و ضوابط	2.00
امامیہ اُردو ریڈر اول	3.00	ڈائری مع پرس	25.00
امامیہ اُردو ریڈر دوم	4.50	ڈائری	11.00

پیاس	(خطیب اعظمؒ)	40.00
مقالات	(خطیب اعظمؒ)	15.00
مجالس جدید	(خطیب اعظمؒ)	28.00
گلدستہ خطابت	(خطیب اعظمؒ)	7.50
انوار القرآن	(علامہ جوادی)	200.00
مفاتیح الجنان	(ترجمہ علامہ جوادی)	250.00
نہج البلاغہ ترجمہ و تفسیر	(علامہ جوادی)	180.00
نقوش عصمت	(علامہ جوادی)	135.00
مطالعہ قرآن	(علامہ جوادی)	150.00
ابو طالب مومن قریش	(علامہ جوادی)	75.00
انوار عصمت	(علامہ جوادی)	24.00
علم رجال	(علامہ جوادی)	75.00
اجتہاد و تقلید	(علامہ جوادی)	18.00
نظریہ عدالت صحابہ	(علامہ جوادی)	90.00
کربلا شناسی	(علامہ جوادی)	75.00
رسالت الٰہیہ	(علامہ جوادی)	75.00
عقیدہ و جہاد	(علامہ جوادی)	35.00
امتیازی نشانات	(علامہ جوادی)	60.00
تہذیب قلب و نظر	(علامہ جوادی)	20.00

اصول و فروع	(علامہ جوادی)	100.00
ذکر و فکر	(علامہ جوادی)	135.00
کلام کلیم	(علامہ جوادی)	75.00
سلام کلیم	(علامہ جوادی)	75.00
پیام کلیم	(علامہ جوادی)	75.00
اعمال عاشورہ	(علامہ جوادی)	10.00
اہلبیت	(علامہ جوادی)	135.00
ہماری عزاداری	(علامہ جوادی)	100.00
خطائے اجتہادی کی کرشمہ سازیاں	(علامہ جوادی)	75.00
تاریخ احمدی		130.00
صلح حسنؑ	(علامہ عدیل اختر)	25.00
علمی خیانتیں	(علامہ عدیل اختر)	4.00
اجتہاد و تقلید	(پیام اعظمی)	10.00
والقلم	(پیام اعظمی)	100.00
والفجر	(پیام اعظمی)	100.00
اعمال ماہ رمضان		45.00
احکام ماہ صیام		15.00

تنظیم المکاتب

خدمات و ضروریات

مکاتب

* ملک کے ۱۳ صوبوں میں ۸۹۶ مکاتب
* ۱۲۷۲ مدرسین * ۳۰۵۷۰ طلاب
* ۲۶ اسکول * تربیت یافتہ مدرسین ۶۰۴
* شریک تربیت مدرسین ۱۳۵۲

جامعہ امامیہ

* طلاب ۹۸ * اساتذہ ۱۴
اعلیٰ دینی تعلیم کے ساتھ انگریزی
ہندی، ریاضی اور کمپیوٹر کی تعلیم
* خطابت و ترجمہ و تالیف کی تربیت

دار القرآن الکریم

* شعبہ حفظ و قرائت
یکم رجب ۱۴۱۵ھ سے مصروف عمل
طلاب ۳۰ * حافظ ۳
* اساتذہ ۲

جامعۃ الزہراء (س)

* طالبات ۱۰۱ * معلمات ۶
* اعلیٰ دینی تعلیم کے ساتھ ہندی، انگریزی و
معلومات عامہ اور امور خانہ داری کی تعلیم
* خطابت اور ترجمہ و تالیف کی تربیت

دیگر خدمات	مراسلاتی کورس	دینی تعلیمی کانفرنس	مبلغین

تعاون کے طریقے

☆ دائمی یا عمومی ممبر بنئے، ایک ہزار یکمشت یا قسطوں میں زر رکنیت ادا کر کے دائمی ممبر بنئے جنکی تعداد ۲۷۱۶ ہے یا پچیس روپے سال ادا کر کے عمومی ممبر بنئے جنکی تعداد ۲۶۰۰ ہو چکی ہے ☆ رقوم شرعی، خمس، زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، نذر، امام ضامن، چرم قربانی کی قیمت ادارہ کو ارسال فرمائیں ☆ کسی طالب علم، مدرس یا مکتب کے اخراجات کی ذمہ داری قبول کیجئے ☆ اپنے مرحوم اعزاء و اقارب کے ایصال ثواب کیلئے ادارہ کی ڈپازٹ اسکیم میں حصہ لیجئے ☆ جامعہ امامیہ یا جامعۃ الزہراء (س) کے طالب علم یا طالبہ کیلئے پانچ سو روپے یا مدرس و پیش نماز کی تنخواہ (پانچ سو روپے سے دو ہزار تک) یا مکتب کی امداد (دو سو سے لیکر تقریباً پانچ ہزار روپے ماہانہ تک) کے اخراجات کی ذمہ داری قبول کیجئے ☆ لاکھوں کے اخراجات کو پورا کرنے کیلئے بھرپور اعانت کیجئے

TANZEEM UL MAKATIB

GOLAGANJ, LUCKNOW-226018, U.P. INDIA

Phone : 215115
Fax: 228923

20th July. 1999